نہضت امام حسینؑ ۔ اہل سنت کی نظر میں

حجۃ الاسلام والمسلمین احمد عالمی

تحریک عاشورہ کو اس کی وسیع اور ہمہ گیر جہتوں کے پیش نظر، تاریخ کے ایک ایسے تاثیر گزار ترین اور یادگار ترین سانحہ کی حیثیت حاصل ہے جو ملتوں اور فرقوں سے ماوراء سب کو متاثر کرتا نظر آتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ دینی، مذہبی وملکی اور جغرافیائی حد بندیوں سے پرے جاکر دنیا بھر کے دانشوروں، علماء وسیاست دانوں کو بھی اپنی طرف جذب کرتا نظر آتا ہے۔ بعض نظریات کی رو سے یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ واقعہ کربلا کبھی بھی محض شیعہ معاشرہ تک محدود ومختص نہیں رہا۔ اس واقعیت کے مدنظر کہ واقعہ کربلا کے اثرات صرف اسلامی سماج تک محدود نہیں ہیں۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عاشورہ اور شہادت سرکار سید الشہداءؑ کی اہمیت کو بین المذاہب گفتگو کی بنیاد اور معیار قرار دیا جانا چاہئے۔ اسے اہل تسنن اور اہل تشیع کے مابین مذاکرہ کی محوری حیثیت کا حامل ہونا چاہئے چونکہ برادران اہل تسنن کے حدیثی، تاریخی، روایتی ودرایتی مآخذ ومنابع بالخصوص صحیح بخاری میں جسے اہل تسنن کے یہاں غیر معمولی اعتبار حاصل ہے، ایسی بے شمار احادیث وروایات موجود ہیں جو حضور اکرمؐ کی رو سے امام حسین کی شخصیت کی عظمت ومنزلت کی نشاندہی کرتی ہیں، علاوہ ازیں دیگر کتابوں میں بھی احادیث موجود ہیں جو برادران اسلامی کے مابین مذاکرہ کے اسباب فراہم کرتی ہیں۔ سردست ہم نے یہ کوشش کی ہے امام حسین کی شخصیت اور آپ کے فضائل ومناقب کو اہل تسنن کے نقطہ نظر سے بیان کریں نیز آپ کی تحریک کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے برادران اسلام کے یہاں عزاداری کی روایت کا تذکرہ کریں۔

امام حسینؑ ۔ اہل سنت کے معتبر حوالہ جات میں

(الف) امام حسین کے تئیں پیغمبرؐ کا والہانہ لگاؤ

۱۔ اہل سنت کے بزرگ عالم دین، مؤلف تفسیر کشاف، علامہ زمخشری اپنی کتاب ''ربیع الابرار'' میں نقل کرتے ہیں:

حضرت فاطمہ (س) اپنے دونوں بیٹوں امام حسن اور امام حسین کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا یا رسول اللہؐ ان بچوں کو کوئی تحفہ دیجئے؛ حضور نے فرمایا: تمہارا باپ تم پر قربان جائے، میرے پاس مال دنیا سے کچھ نہیں ہے جو میں ان بچوں کو ہدیہ کرسکوں، اس کے بعد آپ نے امام حسن کو اپنے سینے سے لگایا، بوسہ دیا اور اپنے داہنے زانو پر بٹھایا اور پھر فرمایا: میں اپنے اس نواسے کو اپنی ہیبت اور اخلاق ہدیہ کرتا ہوں اور پھر امام حسین کو سینے سے لگایا، بوسہ دیا اور بائیں زانو پر بٹھایا اور فرمایا: میں نے اپنی شجاعت کو اسے بخشا۔ ا؎

۲۔ ابوہریرہ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا نے امام حسینؑ کو سینے سے لگایا اور پھر فرمایا: اے پروردگار! میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں تو بھی اسے عزیز رکھ۔ ۲؎

۳۔ قاضی نور اللہ شوشتری نے اپنی کتاب ''احقاق الاحق'' میں لکھا: ابو المويد موفق بن احمد نے ''مقتل الحسین''میں مختلف راویوں سے اور انہوں نے ابوبکر سے نقل کیا ہے کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: حسن وحسین جوانان جنت کے سردار ہیں۔ ۳؎

۴۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے''حلیۃ الاولیا''، ج ۴، ص ۱۳۹ پر نقل کیا ہے کہ مختلف سلسلۂ روایت کے علاوہ خلیفہ دوم سے روایت ہے پیغمبرؐ نے فرمایا: حسن وحسین ، جوانان جنت کے سردار ہیں؛

۵۔ احمد بن حنبل نے مسند میں متعدد راویوں سے نقل کیا ہے: رسولؐ حسن وحسین کو اپنے سینے سے لگا کر فرماتے ہیں: خدایا، میں ان دونوں کو عزیز رکھتا ہوں تو بھی انہیں عزیز رکھ، تو ان سے محبت فرما: ۴؎

(ب) کربلا میں امام حسینؑ کی شہادت اور سرکار رسالت مآبؐ

۶۔ زوجہ رسولؐ عائشہ سے منقول ہے: امام حسینؑ اس وقت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ پر وحی نازل ہورہی تھی ، آپ نے خود کو حضور پر گرادیا اور پشت پر سوار ہوگئے، جبرئیل نے پوچھا: یارسولؐ اللہ کیا آپ انہیں عزیز رکھتے ہیں؟ حضور نے فرمایا: میں اپنے فرزند کو کیوں عزیز نہ رکھوں! جبرئیل نے کہا: آپ کی امت آپ کے بعد انہیں مارڈالے گی۔ جبرئیل نے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا اور تھوڑی سی سفید مٹی اٹھا کر پیغمبرؐ کو دی اور کہا: اسی مٹی پر آپ کے نواسہ کو شہید کردیا جائے گا اور اس سرزمین کا ''طف'' ہے جیسے ہی جبرئیل ، پیغمبرؐ کے پاس سے تشریف لے گئے، پیغمبر گھر سے باہر نکلے ، آپ کے ہاتھ میں وہی مٹی تھی اور گریہ فرماتے جارہے تھے اور فرمایا: عائشہ! جبرئیل نے

مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے بعد اپنا راستہ کھودے گی اور میرے فرزند حسینؑ کو قتل کردے گی اس کے بعد روتے ہوئے اپنے اصحاب، جن میں حضرت علیؑ، ابوبکر، عمر، حدیفہ، عمار اور ابوذر شامل تھے، کے پاس گئے، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نے کیوں گریہ فرمایا، حضورؐ نے فرمایا: جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میرے فرزند حسینؑ کو میرے بعد سرزمین طف میں شہید کردیا جائے گا اور یہ میرے ہاتھوں میں اسی سرزمین کی مٹی ہے، اسے وہیں دفن بھی کردیا جائے گا۔۵؎

۷۔ ابن کثیر جو مسلک شافعی کے معروف عالم دین ہیں اپنی کتاب ''البدایۃ والنہایۃ'' میں امام حسینؑ کی منزلت سے متعلق تحریر فرماتے ہیں: پیغمبرؐ، امامین حسنین کو انتہائی عزیز رکھتے تھے اور ان سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔امام حسینؑ، اصحاب پیغمبرؐ میں بھی شمار ہوتے تھے، آپ رسول کے آخری وقت تک ان کے ساتھ ساتھ تھے، پیغمبر ان سے راضی تھے، باوجود اس کے امام حسینؑ کم سن تھے؛۶؎

۸۔ ابن کثیر لکھتے ہیں: بخاری نے ابونعیم سے نقل کیا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عمر سے سنا، جب وہ کسی آدمی کے اس سوال کا جواب دے رہے تھے کہ محرم میں مکھی مارنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا: لوگ مکھی کے مارے جانے کے بارے میں سوال کرتے ہیں جب کہ انہوں نے فرزند رسولؐ کو قتل کردیا ہے (مگر اس کے بارے میں نہیں پوچھتے ہیں) حالانکہ رسولؐ نے امامین حسنینؑ کے بارے میں فرمایا تھا: یہ دونوں دنیا میں میری خوشبو کے پھول ہیں؛۷؎

۹۔ مؤلف الحسین ابو الشہدا، عباس محمود عقاد (مصری کہتے ہیں: شجاعت امام حسینؑ ایسی صفت ہے جو کسی کے لئے باعث حیرت نہیں ہونا چاہئے، آپ کی ذات والاصفات سے شجاعت کا ظہور ایسے ہی ہے جیسے معدن ومخزن سے سونا نکلنا، امام حسینؑ معدن شجاعت ہیں اور یہ وہ فضیلت ہے جو انہیں موروثی طور پر ملی تھی اور ان سے انکی اولاد تک منتقل ہوئی البتہ ساری تاریخ بنی آدم میں کوئی شخص کربلا کے ان حالات کے پیش نظر، امام حسینؑ سے زیادہ شجاع نہیں نظر آتا شاید اسی لئے سیکڑوں سال گزرنے کے بعد بھی وہ سید وسالار شہیدان کے عنوان سے جانے جاتے ہیں؛

(ج)۔تحریک امام حسین، میزان عدالت میں

۱۔ اشاعرہ کے پیشوا ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۴ھ) کہتے ہیں: جب یزید کا ظلم حد سے بڑھ گیا تو امام حسینؑ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور کربلا میں

شہید ہوئے ۔۸؎

۱۱۔عراق کے اہل تسنن کے مفتی ومرجع علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) ''تفسیر روح المعانی'' میں آیۂ'' **فهل عسيتم ان توليتم --- ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذين لعنهم الله**'' کے ذیل میں احمد بن حنبل سے نقل کرتے ہیں ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے بیٹے نے یزید پر لعنت بھیجنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: **کيف لا يلعن من لعنه الله فی کتابه؛** اس پر کیسے لعنت نہ بھیجی جائے جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت بھیجی ہے، احمد بن حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے پوچھا: میں نے قرآن پڑھا ہے مگر کہیں یزید پر لعنت نظر نہیں آئی احمد بن حنبل نے اس کے جواب میں آیۂ **فهل عسيتم**---الخ کی تلاوت کی اور کہا! **ای فساد و قطيعةٔ اشد مما فعله يزيد،** کون سا ایسا مفسدہ اور قطع ورحم ہے کہ یزید جس کا مرتکب نہیں ہوا۔

۱۲۔آلوسی کہتے ہیں: یزید پر لعنت قابل تامّل مسئلہ نہیں ہے کیونکہ وہ گناہان کبیرہ کا مرتکب اور اوصاف خبیثہ کا حامل تھا، اس نے مدینہ والوں پرظلم وزیادتی کی اور امام حسینؑ کوشہید کیا نیز اہل بیتؑ کی توہین کی۔

۱۳۔مولوی محمد شہداد حنفی نہضت امام حسینؑ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:امام حسینؑ نے حق کی راہ میں اپنا سر دیدیا مگر باطل کے سامنے سرتسلیم خم نہیں کیا، باجود اس کے کہ ان کے ساتھیوں کی تعداد، وافر نہ تھی باطل کے مقابل پوری قوت اور استقلال کے ساتھ کھڑے ہوگئے اور اس کے بعد شہادت عظمیٰ پر فائز ہوئے۔

۱۴۔ابن روز بہان لکھتے ہیں:

امام حسینؑ نے انتہائی مصیبت وکرب کے عالم میں جام شہادت نوش کیا اور کربلا میں دفن ہوگئے۔ تاریخ اسلام میں اس سے زیادہ غم انگیز اور دردناک واقعہ نہیں گزرا؛ خدا کے علم کے برابر لعنت ہو ہر اس شخص پر جو اس جنگ میں امام حسینؑ کے مقابل آیا اور اس جنگ میں شریک اور راضی رہا۔۹؎

۱۵۔ابن خلدون کہتا ہے:

یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کو قتل کرنے کے لئے اجتہاد کیا چنانچہ وہ بے گناہ ہے کیونکہ وہ اصحاب جنہوں نے امام حسینؑ کی ان کی تحریک میں ہمراہی نہیں کی ،انہوں نے بھی

ان کے قتل کو جائز نہیں قرار دیا۔ یزید نے امام حسینؑ سے جنگ کی، یزید کا یہ عمل اس کے فاسق ہونے کی نشاندہی کرتا ہے جبکہ امام حسینؑ اپنی شہادت کے سبب عند اللہ ماجور ہیں۔ یزید نے غیر عادلانہ کام کئے چنانچہ امام حسینؑ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔۱۰؎

۱۹۔ ڈاکٹر طہٰ حسین (متوفی ۱۹۷۳ئ) کا خیال ہے:

اس بات کے پیش نظر کہ امام حسینؑ، دین کے محافظ اور اس کے سرخیل ہیں ہرگز یزید کی بیعت ان کے لئے قابل قبول امر نہیں تھا چنانچہ آپ نے اپنے مقصد کو بچانے کے لئے ایک جائز اور شرعی راستے کا انتخاب کیا اور مطالبہ بیعت سے دوری اختیار کرتے ہوئے کوفہ کا رخ کیا اور شہادت کو یزید کی بیعت پر ترجیح دی چونکہ یزید کی بیعت اس کے مظالم کی تائید قرار پاتی۔۱۱؎

د: امام حسینؑ، مسلمانوں اور آزادی خواہوں کے لئے نمونہ عمل

ایسے حالات میں جب معاشرہ میں ایک انصاف و رقیادت پائی جائے اور اس کا مقصد شریعت اور قوانین الٰہیہ کا پاس ولحاظ اور اس کا اجرا ہو مگر اس کے مقابل ایک ظالم حکومت آجائے جو دامن عدالت کو تارتار کرنے والی ہو، تو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس عادل حکومت کا ساتھ دیں اس کی حمایت کریں۔ امام حسینؑ کا انقلاب اسی زمرہ میں آتا ہے چونکہ آپ ایک ظالم حکومت کے مقابل اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۱۲؎

ہ: عزائے امام حسینؑ سے متعلق اہل تسنن کے اشعار

اہل سنت کے مسالک میں سے ایک مسلک کے پیشوا امام شافعی، اہل بیتؑ سے خصوصی عقیدت رکھتے تھے، انہوں نے عاشورہ سے متعلق بہت اہم اشعار کہے ہیں، ان میں سے بعض کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

''یہ وہ سانحہ ہے جس سے میری نیند اڑ گئی، میرے بال سفید ہوگئے ہیں۔

میرے دیدہ ودل کو اس نے اپنے گرفت میں لے لیا ہے اور مجھے غمگین کررہا ہے، میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور میری نیند اڑ چکی ہے۔

دنیا، خاندان رسالت میں ہوئے اس سانحہ سے دم بخود ہے، پہاڑ پگھل رہے ہیں۔

کوئی ہے جو میرا پیغام حسینؑ تک پہونچادے باوجود اس کے کہ سب کے دل غمگین ہیں۔

امام حسینؑ بے خطا مارے گئے، ان کا پیراہن ان کے خون سے رنگین کردیا گیا۔

ہم لوگ بڑے عجیب ہیں ایک طرف آل رسولؐ پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور دوسری طرف ان کی اولاد کو قتل کرتے ہیں اور انہیں تکلیف پہونچاتے ہیں۔

اگر اہل بیتؑ سے محبت گناہ ہے تو میں اس گناہ پر ہرگز توبہ نہیں کروں گا۔

اہل بیت رسولؐ روز قیامت میری شفاعت کرنے والے ہوں گے، اگر میں ان کے لئے دل میں حسد رکھوں گا تو میرا یہ گناہ کبھی بخشا نہیں جائیگا''۔۱۳ے

۲۰۔علاّمہ اقبال امام حسینؑ اور فلسفہ تحریک عاشورہ سے متعلق فرماتے ہیں!

آن امام عاشقان، پور بتول
سرو آزادی زبستان رسولؐ
اللهٗ اللهٗ بای بسم اللهٗ، پدر
معنی ذبح عظیم، آمد پسر
چون خلافت رشته از قرآن گسیخت
حریت را زهر اندر کام ریخت
خون آن سر، جلوه خیر الامم
چون سحاب قبله باران در قدم
برزمین کربلا بارید ورفت
لاله در ویرانه ها کارید ورفت
تاقیامت قطع استبداد کرد
موج خون او چمن ایجاد کرد
بهر حق در خاک وخون گردیده است
پس بنای "لااله" گردیده است
مدعایش سلطنت بودی اگر
خود نکردی با چنین سامان سفر
دشمنان چون ریگ صحرا، لاتعد
دوستان او به یزدان هم عدد

سر ابراهیم واسماعیل بود
یعنی آن اجمال را تفصیل بود
عزم او چون کوهساران استوار
پایدار وتند سیر وکامکار
تیغ بهر عزت دین است وبس
مقصد او حفظ آیین است وبس
خون او تفسیر این اسرار کرد
ملّت خوابیده را بیدار کرد
تیغ "لا" چون از میان برون کشید
از رگ ارباب باطل ، خون کشید
نقش "الا اللّٰہ" بر صحرا نوشت
سطر عنوان نجات مانوشت
رمز قرآن از حسین آموختیم
زآتش او شعله ها افروختیم
شوکت نام و فربغداد رفت
سطوت غرناطه هم از یاد رفت
تار ما از زخمه اش لرزان هنوز
تازه از تکبیر او ایمان هنوز
ای صبا! ای پیک دور افتاد گان !
اشک ما برخاک پاک او رسان

عاشورہ کے روز اہل تسنن کے مراسم عزاداری

سوگواری اور مرثیہ گوئی، صدر اسلام سے رائج رہی ہے، ہر گروہ ہر قبیلہ نے اپنی تہذیب کے مطابق البتہ جہاں تک شریعت نے اجازت دی، مراسم عزا برپا کی ہیں۔ برادران اہل سنت نے

نہ صرف یہ کہ اہل بیت رسولؐ کے لئے مرثیے کہے ہیں بلکہ عاشورہ کی مناسبت سے مجالس سوگواری اور بزم غم کا انعقاد کیا ہے۔

عبد الجلیل رازی نے اپنی اہم تالیف کتاب ''النقض''(اشاعت ۵۶۰ھ) میں ایسے افراد کا تذکرہ کیا ہے جو اہل تسنن کے معروف واعظ تھے انہوں نے شہدائے کربلا کے لئے مجالس برپا کیں، ان پر روئے۔ ان کے رشحات قلم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ معدودے چند متعصب قسم کے افراد کے علاوہ، رسولؐ وآل رسولؐ پر ہوئے ظلم پر سارے مسلمان بلا تفریق مذہب وملت ومسلک، غم مناتے ہیں اور اس رنج کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

اس زمانے میں اس قسم کی سرگزشت کی تاریخ نگاری کو مقتل نویسی کہتے ہیں جس میں ان مصائب کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو اہل بیت رسولؐ پر پڑے ہیں۔ چھٹی صدی ہجری میں ''مقتل الحسین'' نامی ایک اہم کتاب اس موضوع پر لکھی گئی جس کے مؤلف خوارزمی ہیں۔ انہوں نے ایسے موضوعات جس کا تعلق، فضائل ومصائب امام حسینؑ سے ہے، اس کتاب میں جمع کیا ہے۔

عبد الجلیل رازی لکھتے ہیں:

> ''شیعہ ہی اس نالہ وشیون سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ تمام ان شہروں میں جہاں جناب شافعی یا ابوحنیفہ کے ماننے والے ہیں جن میں چند علامحمد منصور، امیر عبادی، خواجہ علی غزنوی، صدر خجندی، ابومنصور ماشادہ، مجد ہمدانی، خواجہ شیخ بوالفضائل مشاط، خواجہ ابوالمعالی جو بنی مزاری کے نام معروف ہیں، نے بھی موسم عزا میں عاشورہ کی مناسبت سے مجالس گریہ وزاری منعقد کی ہیں اور شہدائے کربلا کو روئے ہیں اور یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہے۔''

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں: سب واقف ہیں کہ طرفین کے معتبر ائمہ اور اصحاب ابوحنیفہ اور امام شافعی نیز اس سے قبل کے دیگر علماء نے اس روایت کی رعایت کی ہے اور شہدائے کربلا کے لئے مرثیہ کہے ہیں اور امام حسین کی شہادت پر حکم خداوندی (**قل لا أسئلکم علیه أجراً الاّ المودّة فی القُربیٰ** اور حدیث رسول **من یکیٰ علی الحسین او ابکیٰ او تباکی وجبت له الجنّه**) کے مطابق اظہار تعزیت کیا ہے تاکہ اس ذکر کو سنانے اور سننے والا رحمات الٰہی کا مورد قرار پائے۔ النقض، عبد الجلیل رازی، ص ۳۷۳۔۲۷۳) اس کے علاوہ امام رضی بخاری فرماتے ہیں: اے دوستو! کربلا کی

خاک وہ خاک ہے جس میں شہادتوں کی تخم ریزی ہوتی ہے اسے چاہنے والوں کے آنسوؤں سے آبیاری کی ضرورت ہے پس ہر وہ شخص جس کی آنکھ سے آنسو نکل کے کربلا کی سرزمین شہادت کی آبیاری کا باعث بنے، **الدنیامزرعۃالآخرہ** کے پیش نظر اس کے نتیجہ کو بہشت میں پائے گا چونکہ خود حضورؐ نے **وجبت لہ الجنہ** کہہ کے ضمانت لی ہے۔۱۴؎

مذکورہ بالا اقتباسات اس حقیقت کے عکاس ہیں کہ اہل تسنن ، اہل بیت رسول کے سوگ میں باقاعدہ اظہارغم کرتے ہیں اور عاشورہ کے دن مجالس برپا کرتے ہیں۔

اہل تسنن کی آبادی والے ممالک وعلاقوں میں مراسم عزا کا رواج دیکھا جاسکتا ہے جس میں ہندوستان خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔برصغیر میں اکثر اہل تسنن ، محرم وصفر میں مراسم عزاء برپا کرتے ہیں ،اطعام مومنین کرتے ہیں اور یہ بہت قدیمی سلسلہ ہے۔شاہ عبدالعزیز دہلوی بھی محرم میں عزاداری کرتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے فتاویٰ میں یوں تحریر فرمایا ہے:

> ’’پورے سال میں دو مجلس حقیر کے گھر منعقد ہوتی ہیں ایک وفات پیغمبرؐ کی مجلس دوسرے شہادت امام حسینؑ کی مجلس ۔تقریباً پانچ سو سے ہزار لوگ آتے ہیں ، ناچیز بھی ہوتا ہے ۔ امام حسینؑ کے وہ فضائل جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں اسے بیان کیاجاتاہے اور آپ کی شہادت سے متعلق روایات ذکر کی جاتی ہیں‘‘۔

علاوہ ازیں ،بعض مراثی جو حضرت امّ سلمہ اور دیگر صحابہ سے منقول ہیں ، سنائے جاتے ہیں۔ اس درمیان اگر کوئی خوش لحن آدمی سلام یا مرثیہ پڑھتا ہے تو اکثر حاضرین مجلس بہ شمول ناچیز کے گریہ کناں ہوجاتے ہیں۔۱۵؎

یہ عبدالعزیز دہلوی کے رشحات قلم تھے جو بعض ایسی کتابوں کے مصنف ہیں جنہیں شیعی نقطہ نظر کے خلاف ماناجاتاہے لیکن وہ بھی امام حسینؑ سے متعلق ان خیالات کا اظہار کررہے ہیں اور عزادری امام حسینؑ کو خود بھی برپا کرتے ہیں ۔

لہٰذا راقم الحروف کی پیشکش یہ ہے کہ خطباء وذاکرین کو چاہیئے کہ جس علاقہ میں بھی مجالس خطاب کریں، علماء اہل تسنن کو بھی دعوت دیں تاکہ ہم اپنے ماسلف کی روایات کو زندہ رکھ سکیں اورروز عاشورہ اس عظیم شخصیت کی یاد میں جمع ہوسکیں اور ان کے جد کی عنایات ہم سب کے شامل حال

ہوسکیں۔

حوالے:

۱۔ربیع الابرار، ص ۵۱۳؛نقل از احقاق الحق قاضی نور اللہ شوشتری

۲۔مستدرک الصحیحین، ج ۳ص ۱۷۷

۳۔ احقاق الحق ، ج ۱۰، ص۷۰۸

۴۔مسند احمد بن حنبل، ج ۵ ص ۳۲۶

۵۔مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۸۷

۶۔ البدایۃ والنہایۃ ، ج ۴، جز ۸، ص ۱۴۲

۷۔البدایۃ والنہایۃ ، ج ۴، جز ۸، ۱۹۳

۸۔مقالات الاسلامیین واختلاف المصلحین ، ص ۴۵

۹۔وسیلہ الخادم الی المخدوم، ص ۱۶۱

۱۰۔مقدمہ ابن خلدوں ، ص ۴۱۵

۱۱۔علی وفرزندانش ،ترجمہ محمد علی شیرازی ، ص ۴۵۶

۱۲۔تفسیر المنار، ج ۱ ص ۲۶۷

۱۳۔نامہ دانشوران ناصری، ج ۱، ص ۲۹۸

۱۴۔نقل از روضہ الشہداء، ص ۱۲

۱۵۔نقل از انوار الاولیاء فی طریق الاصفیاص ۱۶۸۔نقل از فتاویٰ عزیزیہ

]ب[